

کفار سے دوستی کی جائز اور ممنوع صورتیں

ڈاکٹر خالد بن علی المشیخ



www.alfitan.com

ادارہ رد الفتن

کفار سے دوستی کی جائز اور ممنوع صورتیں

کفار سے دوستی کی جائز اور ممنوع صورتیں

ڈاکٹر خالد بن علی المشیخ



www.alfitan.com

ادارہ رد الفتن

کفار سے دوستی کی جائز اور ممنوع صورتیں

محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی کتاب نواقض اسلام کی تشریح کرتے ہوئے ڈاکٹر خالد بن علی المشیخ نے اپنی کتاب "اطایب الزہر" میں کفار سے دوستی اور محبت کے موضوع پر درج ذیل بحث رقم کی ہے :

الل علم کے نزدیک "ولاء" اور "تولی" کے درمیان فرق کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے

اس میں دو قسم کے اقوال منقول ہیں :

1. کچھ علماء نے دونوں کو ہم معنی قرار دیا ہے

2 جبکہ کچھ علماء نے ولاء اور تولی کے درمیان فرق کیا

چنانچہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۚ مِمَّن لَفْظُ "وَلَاءٍ" أَوْرٍ وَمِنْ يَسْتَوِلْهُمُ مِّنْكُمْ فَأَنزِلْهُم مِّنْهُمْ ۚ﴾ میں لفظ "تولی" کے درمیان فرق یہ بیان کرتے ہیں کہ ولاء تولی سے عام ہے "ولاء" یعنی دوستی کرنا ممنوع ہے لیکن "مخرج عن الملأ" عمل نہیں جبکہ اس کے مد مقابل "تولی" یعنی دلی دوستی رکھنا اور ان کے دین پر راضی ہونا "مخرج عن الملأ" عمل ہے کیونکہ اس ضمن میں انہی والی آیات، الولاء اور تولی پر دی گئی وعید میں فرق کرتے ہیں

مزید یوں سمجھ لیجیے کہ پہلے قول میں مطلق طور پر کفار سے دوستی کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے جیسا کہ درج ذیل آیات سے واضح ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أُوْلَٰئِكَ يَتَرَيٰدُونَ أَن تَجْعَلُوا لَهُمُ الْعِلٰةَ عَلَيْهِمُ سُلْطٰنًا مَّبِيدًا﴾

(النساء 144)

ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ، کیا تم اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام لینا چاہتے ہو

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۚ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمِنَ الَّذِينَ يَسْتَوِلْهُمُ مِّنْكُمْ فَأَنزِلْهُم مِّنْهُمْ ۚ﴾

(سورہ المائدہ 51)

اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ
وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور جو کوئی
تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے تو وہ انہیں سے
اللہ ظالموں کو ہدایت نہ دیتا۔

اور دوسرا قول کہ اس وعید میں کچھ اضافہ پایا
جاتا ہے کہ ایسی دوستی کرنے والا (مسلمان) انہیں
(کفار) میں سے ہو جائے گا جیسا کہ اللہ عزوجل کا
ارشاد ہے؛

وَمَنْ يَتَوَلَّهِمْ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَإِنَّ اللَّهَ مَبْذُورٌ
مِّنْهُمْ

سو آئیے اب ہم "الولاء" پر بات کرتے ہیں؛

ولاء یعنی کفار کے ساتھ دوستی کرنے کی کئی صورتیں
ہیں، جن میں سے کچھ کفر ہیں اور کچھ فسق ہیں جو
کے ذیل میں بیان کی جائیں گی:

کفار کے ساتھ دوستی کی صورتیں:

کفار سے محبت:

کفار سے محبت کرنا قطعی طور پر حرام ہے اور اگر
اس محبت کا باعث اور وجہ ان کفار کے دین سے محبت
ہو جو کہ کفر و فسق اور اللہ کے ساتھ شرک پر مبنی
ہے تو یہ محبت دین اسلام سے خارج کر دینے والی
قرار پائے گی۔

اور اگر معاملہ ایسا نہ ہے تو یعنی کفار سے صرف
بظاہر محبت ہے تب بھی یہ حرام ہے، بالکل بھی
جائز نہیں کیونکہ مسلمانوں پر کافروں کے ساتھ بغض
رکھنا واجب ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قَدْ كَانَتْ
لَكُمْ أَسْوَأُ حَسَنَةً فِيهِمْ إِبْرَاهِيمُ
وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا
لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَّاءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا
تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كُفِّرْنَا
بِكُمْ وَبِذَلِكَ نَبْغِيكُمْ

الْعِدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ ابْدًا حَتَّى
تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدِّهِ

(الممتحن: 4)

بے شک تمہارے لیے ابراہیم میں اچھا نمونہ ہے اور ان لوگوں میں جو اس کے ہمراہ تھے، جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا بے شک تم سے بیزار ہیں اور ان سے جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، تم نے تمہارا انکار کر دیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ہمیشہ کے لیے ظاہر ہو گیا یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لاؤ۔

علاوہ ازیں اس قسم سے طبعی محبت کو استثناء حاصل ہے کیونکہ اس پر انسان کو ملامت نہیں کیا جا سکتا، مثلاً ایک مسلمان کسی کافر سے، بیٹا، بیوی یا کوئی اور رشتہ ہونے کی وجہ سے محبت کرتا ہے، اس سے اچھا برتاؤ رکھتا ہے، اس سے صلہ رحمی کرتا ہے تو اس پر ملامت نہیں ہے۔

مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار کو دلی دوست بنانا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْبِطَانَةَ مِّنْ دُونِكُمْ

(آل عمران: 118)

ایمان والو! اپنوں کے سوا کسی کو دلی دوست نہ بناؤ۔

یعنی (مسلمانوں) کے علاوہ کفار میں سے کسی کو اپنا دلی دوست نہیں بنانا کہ وہ آپ کے راز سے واقفیت حاصل کر سکے لہذا یہ دوستی بھی حرام ہے۔

جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ مقام بدر کی جانب روانہ ہوئے، راستہ میں حرہ مقام پر پہنچے تو ایک شخص نے ملاقات کی جو شجاعت اور بہادری میں بڑا مشہور تھا صحابہ

گرام اسے دیکھتے ہی خوش ہو گئے و شخص رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا: میں آپ کے ساتھ جنگ میں شرکت کرنے لے حاضر ہوا ہوں تاکہ کچھ حاصل کر سکوں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! سو آپ نے فرمایا: واپس لوٹ جاؤ کیونکہ میں کسی مشرک سے مدد نہیں لیتا

(صحیح مسلم: 1817)

معلوم ہوا کہ اپنی راز داری والی خفیہ باتوں یا خفیہ معاملات میں کسی کافر کو شامل کرنا ہرگز جائز نہیں ہے

کفار سے مشابہت اختیار کرنا:

کفار کے ساتھ ایسی چیزوں میں مشابہت اختیار کرنا جو خاص ان کی علامات کو ظاہر کریں، چاہے وہ ان کی عادات و اطوار سے متعلق ہوں یا ان کے رہن سہن سے متعلق ہوں، قطعی طور پر حرام ہے

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(مَنْ تَشَبَهَ سَهَبًا بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ °)

مسند احمد: (5114) سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهر (4031) امام البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن صحیح قرار دیا

جس نے کسی (غیرمسلم) قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہے

یعنی جن چیزوں سے کفار کی پہچان یا ان کی خاصیت ظاہر ہوتی ہو ان سے بچنا ضروری ہے البتہ جو چیزیں معاشرہ میں عام ہوں اور کسی کی خاص نشانی یا علامت نہ ہوں تو ایسی چیز کو اپنانے میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا ہے یہی شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف ہے

اقتضاء الصراط المستقیم : (1/553)

□ کفار کو "السلام علیکم" کہنے میں پہل کرنا :

نبی کریم □ کا ارشاد گرامی □ :

“لَا تَبْدَءُوا إِلَيْهِمْ وَلَا الَّذِينَ صَارُوا
بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لِقَيْتُمْ أَحَدَهُمْ فِي
الطَّرِيقِ، فَاضْطَرُّوهُ إِلَى أَضْيَقِهِ”

(روا □ مسلم 2167)

تم یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو ، اور
جب کسی راستے پر تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے تو
انہیں تنگ راستے کی طرف دھکیل دو (یعنی ان پر
اپنا دباؤ □ □ رکھو کہ □ □ کنارے سے □ □ کر چلیں)

غیر مسلموں کو سلام کرنے میں پہل کرنا بالکل جائز
نہیں کیونکہ سلام دوسرے مسلمان کے لئے حفاظت و
سلامتی کی ایک دعا ہے ، جبکہ کفار اس کے حقدار
نہیں ہیں □ □

اسی لئے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
فرماتے ہیں :

اگر کفار کا یوں حال دریافت کر لیا جائے کہ
تمہاری صبح کیسی رہی یا تمہاری شام کیسی رہی ؟
خوش آمدید ، اہلا و سہلاً و مرحباً جیسے کلمات کہیں
دیں جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس
میں انہیں کوئی دعا نہیں دی جا رہی □ □

□ غیر مسلموں کے مذہبی تقارروں پر انہیں مبارک باد
دینا :

اس قسم کی بھی دین اسلام میں کوئی گنجائش موجود
نہیں ، قطعی طور پر حرام ہے جیسا کہ عیسائیوں کی
کرسمس یا اس جیسی دیگر تقریبات میں شرکت کرنا
بلکہ ان کی محافل میں شرکت کرنے والے شخص کا
ایمان خطر میں ہے کیونکہ یہ ان کے دین سے خوش
ہونے کی ایک علامت ہے □ □

علاوہ ازیں انہیں دنیوی غرض و غایت سے کوئی

مبارکباد پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے مثلاً تجارت میں زیادہ نفع حاصل ہونے پر، کسی گم شدہ کو واپس لوٹانے پر، کسی اہم انعام کو ملنے پر وغیرہ وغیرہ یہ دو صورتوں میں جائز ہے:

پہلی صورت: مکافات عمل

بدلہ چکانے کی صورت میں، یعنی کچھ انہوں نے مسلمانوں کو مبارکباد دی تو مسلمانوں نے بھی مکافات عمل میں ایسا کر دیا تو ایسا کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، نبی اکرمؐ بھی مشرکین کو تحفہ قبول کر لیا کرتے تھے، جیسا کہ آپؐ نے ایک یہودی عورت کی طرف سے بھنی ہوئی بکری کا تحفہ بھی قبول کیا تھا

(بخاری: 2617)

دوسری صورت: شرعی مصلحت کے تحت

جب کوئی شرعی مصلحت پیش نظر ہو کہ ان کی تالیف قلب کی جا رہی ہو یا انہیں دین اسلام کی دعوت دی جا رہی ہو تو ایسی صورت میں یہ مشروع عمل ہے جیسا کہ ایک یہودی رسول اللہؐ کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک روز وہ بیمار ہو گیا تو رسول اللہؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے

صحیح بخاری: کتاب المرضى، باب عیادۃ المشرک، (5657)

اس طرح عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مشرک بھائی کو دھاری دار جب تحفہ دیا تھا

(مسلم کتاب اللباس: 2068)

کفار کو مسلمانوں پر حکمران بنانا اور ایک کافر کی شخصی خدمت کرنا:

یوں سمجھ لیجیے کہ اس کا دھوبی، اس کا باورچی یا گھر میں نوکر یا نوکرانی کسی مسلمان کو مقرر کر دیا جائے تو یہ بالکل جائز نہیں ہے اسی طرح کسی کافر

کو مسلمانوں کے معاملات پر نگران بنانا بھی جائز نہیں ہے

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (وَلَوْلَا دَعْوَةُ رَسُولٍ لَلدُّنْيَا كَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَافِرِينَ) (سَبِّحِ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ)

(النساء : 141)

اور اللہ تعالیٰ کا فروغ کو مسلمانوں کے مقابلے میں ہرگز غالب نہیں کرے گا

جبکہ یہ بات واضح ہے کہ اسلام ہمیشہ غالب ہی ہوتا ہے، مغلوب نہیں ہے

ان کو چھوڑ دینا کہ وہ اپنے دین کے شعائر کا اظہار کرتے پھرے، جیسے شراب پینا، خنزیر کا گوشت کھانا، یا ناقوس بجانا اور اس جیسے باقی شعائر

کفار کے ساتھ دوستی کی کچھ اور صورتیں:

• کفار کو دینوی معاملات میں مبارکباد دینا

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے

• ان کی تیمارداری کرنا، ان کو تحفے دینا

، یعنی جب وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی

زیارت کے لیے جانا، اور تحفے تحائف کو

تبادلہ کرنا، یا دیگر معاملات میں ان سے حسن

سلوک روا رکھنا جس میں دو صورتیں گزشتہ

سطور میں بیان کی جا چکی ہیں

البتہ سلام میں پہل کرنا کسی صورت جائز نہیں ہے،

لیکن اگر کوئی غیر مسلم سلام کہنے میں پہل کر لے

تو انہیں سلام کا جواب دینے کے تین طریقے بیان کیے

جاتے ہیں:

پہلی قسم:

اگر وہ سلام کو بطور بد دعا استعمال کریں تو جواب میں صرف "وعلیکم" کہا جائے گا، جیسا کہ یہودی نبی

کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) یوں سلام کیا کرتے تھے ؛
"السلام علیکم" یعنی تمہاری موت ﷺ و ﷺ

تو آپ ﷺ ان کو جواب میں صرف "وعلیکم" فرماتے
تھے ﷺ

صحیح بخاری ، کتاب الادب ، باب الرفق فی الامر کلام
رقم (6024) ، صحیح مسلم ، کتاب السلام ، باب البھی
عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام وكيف یرد علیهم
رقم (2165)

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے کہ نبی ﷺ فرمایا : جب یہودی تمہارے
پاس آئیے اور تمہیں اپنے مطابق سلام کہیں "السلام
علیکم" (یعنی تمہاری موت ﷺ و ﷺ)

تو تم جواب میں کہو "علیک" (یعنی تمہاری موت ﷺ و ﷺ)

(صحیح مسلم: 2164)

امام ابن دقیق العبد رحمہ اللہ نے یہاں ایک نکتہ
بیان کیا ہے کہ انہیں صرف "وعلیکم" یا "علیک" اس
لئے کہہ جاتا ہے کہ جو بھی اس کی نیت میں ہے وہ گا
وہ اسے مل جائے گا اگر اس نے کوئی غلط نیت رکھی
تو وہ اسی پر ہے اور اگر اس نے واقعی اچھی نیت
سے سلام کہی ہے تو اس کا بھی اسے اسی طرح کا جواب
مل جاتا ہے لہذا دونوں صورتوں میں کسی کی حق
تلفی نہ ہے ﷺ

(شرح الامام 2/296)

دوسری قسم :

اگر وہ بغیر غلطی کیے صراحتاً سلام پیش کرتے ہیں
تو پھر مکافات عمل کے تحت انہیں سلام کا جواب دیا
جائے یعنی جب وہ کہیں "السلام علیکم" تو آپ اس
کے جواب میں "وعلیکم السلام" کہہ سکتے ہیں

اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول شاہد ہے : (وَآذَانًا

حَيْثُ يَنْتُمُ بِتَحْيِيَّتِهِ فَحَيْثُ وَا بِأَحْسَنٍ مِنْهَا أَوْ رُدَّ وَهَاتَا

(سورۃ النساء: 86)

اور جب تم ایسے کوئی دعا دے تو تم اس سے بہتر دعا دو یا اس جیسی ہی کہو

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں جمہور علماء کا اختلاف ہے کہ ان کو جواب دینا چاہیے یا نہیں، الغرض اکثر محدثین نے اسی بات کو ترجیح دی ہے کہ جواب دینا بہتر ہے

(زاد المعاد 2/389)

تیسری قسم:

یہ استقبال کے باقی کلمات کے متعلق ہے جیسے کسی کو خوش آمدید کہنا، اہلا و سہلا و مرحبا کہنا وغیرہ اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ایسے کلمات کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے

غیر مسلموں کے واجبات:

خرید و فروخت اور دیگر تمام معاملات میں ان کے ساتھ عدل کو ملحوظ خاطر رکھا جائے، دھوکا دہی، اور ان کے حقوق غصب کرنا کسی صورت جائز نہیں ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

“إِنَّ أَوْلَىٰ حَسَنًا وَأَوْفَىٰ ذِي الْقُرْبَىٰ
وَالْيَتَامَىٰ عَنِ الْفَوْجِ شَاءَ وَوَالْمُنْكَرِ
وَالْيَتَامَىٰ يَعْظَمُكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُونَ”

(النحل 90)

بے شک اللہ انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی

اَعْلَامٌ بِالْمُهْتَدِينَ

(النحل : 125)

اپنے رب کے راستے کی طرف دانشمندی اور عمدے نصیحت سے بلا، اور ان سے پسندیدہ طریقے سے بحث کر، بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے بھٹکا ہوا ہے، اور ہدایت یافتہ کو بھی خوب جانتا ہے

اسی طرح ان کے ساتھ کیے ہوئے وعدے پورے کئے جائیں گے، ذمی کے ساتھ زیادتی کرنا، ان کی عزت یا مال کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنا حرام ہے جائز نہیں، جب تک وہ وعدے نہ توڑیں یا دھوکے دیں یا خیانت کا ارتکاب نہ کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

(فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ)

(سورۃ التوبہ: 7)

اگر وہ قائم رہیں تو تم بھی قائم رہو

اگر تم ان کی طرف سے خیانت سے رو، تو ان سے وعدے توڑ دو، اور ان کو بتلا دو کہ اب تم مارے اور مارے درمیان کوئی وعدہ نہیں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَالْمَسَاءِ تَخَافَنَّ مِّنْ قَوْمٍ خِيَانَةٌ
فَالْيَدِ بِهِمْ عَلَيْهِمْ وَعَلَيْهِمْ سَوَاءٌ اِنَّ
اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ

(سورۃ الانفال: 58)

اور اگر تم کسی قوم سے دغا بازی کا رے تو ان کا وعدہ ان کی طرف پھینک دو اس طرح کہ تم اور وہ برابر ہو جاؤ، بے شک اللہ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا

تو اس ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ دوستی رکھنا اور انہیں اپنا دلی دوست بنانا حرام ہے سوائے چند صورتوں کے، جن کا ذکر تفصیلاً گزر چکا ہے

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ کے اللہ میں اس کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین